4205
9972

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام ان مسائل کے بارے میں

۱)۔۔ میرا تعلق ضلع پشین سے ہے ہمارے ہاں پہاڑوں میں ایک قسم کا خودرو پودا پایا جاتا ہے جسے مقامی زبان (پشتو) میں "اومان" جبکہ انگریزی میں اسے "Ephidra" کہا جاتا ہے، آج کل اس پودے کا زیادہ تر استعمال خطرناک نشہ آور چیزوں میں جیسا کہ شیشہ (ice) اور پاؤڈر میں ہوتا ہے، جبکہ بعض مریضوں کے علاج کے لیے مفید نشہ آور دواؤں میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، حکومت کی جانب سے اس کے کاٹنے پر پابندی ہے، لیکن عموماً انتظامیہ لوگوں سے کچھ پیسے بطورِ رشوت لیکر کاٹنے کی اجازت دیدیتی ہے، اس کے کاٹنے سے پہاڑوں کی ہریالی بھی متاثر ہو جاتی ہے۔

کیا اس پودے کا کاٹنا اور فروخت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہوگی یا حرام؟ واضح رہے کہ یہ پودا خودرو ہے اس کے لیے نہ ہل چلایا جاتا ہے نہ بیج ڈالا جاتا ہے اور نہ ہی زمین سینچی جاتی ہے۔

۲)۔۔ ہمارے ہاں پہاڑی اور ہموار زمینیں سب قبائل اور خاندانوں میں تقسیم ہو چکی ہیں، ہر قبیلے کا اپنا اپنا حصہ متعین ہوتا ہے، بعض قبائل والے اپنے حصوں کے پودوں کی حفاظت کے لیے باقاعدہ طور پر چوکیدار رکھتے ہیں، جبکہ دوسرے بعض قبائل والے ان کی حفاظت کے لیے کوئی انتظام نہیں کرتے، البتہ کوئی بھی کسی غیر آدمی کو اپنی زمین سے اس پودے کے کاٹنے کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ سختی سے منع کرتا ہے، اس کے باوجود بعض لوگ دوسروں کی زمین سے یہ پودے چوری چھپے کاٹ کر فروخت کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کی یہ آمدنی حلال ہوگی یا حرام؟

۳)۔۔ بعض لوگ بعض قبائل کی ان پودوں پر مشتمل زمین ٹھیکہ پر لیتے ہیں یعنی ان قبائل والوں سے کاٹنے سے پہلے یہ پودے خرید لیتے ہیں پھر اس کی حفاظت، کاٹنے، جمع کرانے وغیرہ کے لیے مزدور رکھتے ہیں۔ ایسے ٹھیکداروں کے ساتھ مزدور بننا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے مزدور کی آمدنی کا کیا حکم ہوگا؟ نیز ٹھیکداروں کا یہ عمل (زمین پر لگے خودرو پودے خریدنا) جائز ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ ٹھیکہ سے باقاعدہ زمین کرایہ پر لینا یا خریدنا مراد نہیں ہے بلکہ ان پودوں کا خریدنا مراد ہے۔

مستفتی: جمال الدین

ضلع پشین صوبہ بلوچستان

فون نمبر: 03343526960

03168016917

دار الافتاء ۶۶/۲۵۲

(جواب منسلک ہے۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔ مذکورہ پودے کے کاٹنے میں چونکہ مصلحتِ عامہ کی خاطر وضع کردہ حکومتی قانون کی خلاف ورزی ہے، نیز سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اس پودے کا زیادہ تر استعمال ناجائز نشہ آور چیزوں میں ہوتا ہے اس لیے اس پودے کو کاٹنا اور بیچنا مکروہِ تحریمی (ناجائز) ہے۔ تاہم چونکہ اس پودے کا جائز استعمال بھی موجود ہے جیسا کہ سوال میں اس کا ذکر ہے اس لیے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام نہیں ہوگی۔

الدر المختار مع رد المحتار، كتاب القضاء، فصل في الحبس، مطلب: طاعة الإمام واجبة (٥/ ٤٢٢)

أمر السلطان إنما ينفذ إذا وافق الشرع وإلا فلا أشباه من القاعدة الخامسة وفوائد شتى...إلخ

وفي الرد تحته:

(قوله: أمر السلطان إنما ينفذ) أي يتبع ولا تجوز مخالفته...وفي ط عن الحموي أن صاحب البحر ذكر ناقلا عن أئمتنا أن طاعة الإمام في غير معصية واجبة فلو أمر بصوم وجب اهـ...إلخ

الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع (٦/ ٣٩١)

(و) جاز (بيع عصير) عنب (ممن) يعلم أنه (يتخذه خمرا) لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره وقبل بكره لإعانته على المعصية...إلخ

وفي الرد تحته :

(قوله وجاز) أي عنده لا عندهما بيع عصير عنب أي معصوره المستخرج منه...(قوله ممن يعلم) فيه إشارة إلى أنه لو لم يعلم لم يكره بلا خلاف قهستاني (قوله لا تقوم بعينه إلخ) يؤخذ منه أن المراد بما لا تقوم المعصية بعينه ما يحدث له بعد البيع وصف آخر يكون فيه قيام المعصية وأن ما تقوم المعصية بعينه ما توجد فيه على وصفه الموجود حالة البيع كالأمرد والسلاح...إلخ

البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع (٨/٣٧١) ط المكتبة الرشيدية

قال: - رحمه الله - (وجاز بيع العصير من خمار) لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره....ولأن العصير يصلح للأشياء كلها جائزة شرعا فيكون الفساد إلى اختياره، وبيع المكعب المفضض للرجال إذا علم أنه يشتريه ليلبسه يكره؛ لأنه إعانة له على لبس الحرام. ولو أن إسكافيا أمره إنسان أن يتخذ له خفا على زي المجوس أو الفسقة، أو خياطا أمره إنسان أن يخيط له قميصا على زي الفساق يكره له أن يفعل ذلك كذا في المحيط....إلخ

جاری ہے۔۔

دار الافتاء

كذا في « تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع (٦٤/٧) ط دار الكتب العلمية» و«مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل في البيع (٢/ ٥٢٨) »

(۲)۔۔جواب نمبر ا میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق چونکہ اس پودے کا کاٹنا جائز نہیں ہے چاہے چوری چھپے کوئی کاٹے یا اعلانیہ طور پر۔ تاہم چونکہ خود رو پودے کاٹنے سے پہلے کسی کی ملکیت نہیں ہوتے، چاہے مملوکہ زمین میں ہوں یا غیر مملوکہ زمین میں، بلکہ جو شخص بھی اس کو کاٹے گا وہ اس کا مالک ہو جائے گا، اس لیے اگر کوئی شخص کسی کی زمین سے چوری چھپے یہ پودے کاٹ کر فروخت کرے گا تو اس کی آمدنی حرام نہ ہو گی، البتہ قانون کی خلاف ورزی کا گناہ ہو گا۔

المبسوط للسرخسي، كتاب الشرب (٢٣/ ١٦٥)

فأما ما نبت من الكلأ في أرضه مما لم ينبته أحد فهو مشترك بين الناس أيضا حتى إذا أخذه إنسان فليس لصاحب الأرض أن يسترده منه...فأما ما أنبته صاحب الأرض بأن سقى أرضه، وكربها لنبت الحشيش فيها لدوابه فهو أحق بذلك، وليس لأحد أن ينتفع بشيء منه إلا برضاه؛ لأنه حصل بكسبه، والكسب للمكتسب...وتفسير الحشيش ما تيسر على الأرض مما ليس له ساق، والشجر ما ينبت على ساق...إلخ

تبيين الحقائق، كتاب إحياء الموات، مسائل الشرب (٨٦/٧) ط دار الكتب العلمية

والمراد بالكلأ: الحشيش الذي ينبت بنفسه من غير أن ينبته أحد، ومن غير أن يزرعه، ويسقيه. فيملكه من قطعه، وأحرزه، وإن كان في أرض غيره....إلخ

الاختيار لتعليل المختار، كتاب الشرب، فيل فصل كري الأنهار (٣/ ٧٢)

وأما الكلأ إن كان في أرض مباحة فالناس فيه شركاء في الاحتشاش والرعي كاشتراكهم في ماء البحر. وإن كان في أرض مملوكة، وقد نبت بنفسه - فهو كالنهر في أرضه لا يمنع عنه، وله المنع من الدخول في ملكه. وإن لم يجد غيره فعلى التفصيل الذي ذكرنا في الماء. وإن أنبته في أرضه فهو مملوك له. والكلأ ما انبسط على الأرض، ولا ساق له كالإذخر ونحوه. أما ما له ساق فهو شجر وهو ملك لصاحب الأرض ; لأنه - عليه الصلاة والسلام - إنما أثبت الشركة في الكلأ لا في الشجر، والعوسج من الشجر.

عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد (٦/ ٤٧٧)

و[معنى الشركة] في الكلأ: الاحتشاش ولو في أرض مملوكة، غير أن لصاحب الأرض المنع من دخوله، ولغيره أن يقول: إن لي في أرضك حقا، فإما أن توصلني إليه أو تحشه أو تسقني وتدفعه لي...ومحل ما ذكر إن لم يحرز الماء بالاستقاء في آنية، ولم يحرز الكلأ بقطعه، أما إذا أحرز أجاز بيعهما؛ لأنه

جاری ہے۔۔

بالإحراز ملكهما، ومحله أيضا فيما إذا نبت بنفسه، فأما إذا سقى الأرض وأعدها للإنبات فنبت، فإنه يجوز بيعه؛ لأنه ملكه، كما في الذخيرة، والمحيط والنوازل، وهو مختار الصدر الشهيد وعليه الأكثرون، ومنع القدوري بيعه. كذا في البحر، وغيره.

(۳)۔۔ صورتِ مسئولہ میں ٹھیکداروں کا یہ پودے خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ خودرو پودے کاٹنے سے پہلے کسی کے مملوک نہیں ہوتے، اور غیر مملوک چیز کی خرید وفرخت جائز نہیں۔

ٹھیکداروں کا یہ پودے کاٹنا چونکہ حکومتی قانون کی خلاف ورزی کی وجہ سے شرعاً جائز نہیں ہے اور ان کے ساتھ مزدوری کرنا اس ناجائز عمل میں ان کے ساتھ تعاون کرنا ہے اس لیے اُن کے ساتھ مزدوری کرنے سے اجتناب کرنا لازم ہے، تاہم اگر کوئی شخص متعین وقت کے لیے ان کے ساتھ مزدور بن کر اجرت وصول کرے تو اس کی اجرت حرام نہیں ہوگی۔

البحر الرائق، كتاب البيوع، بالبيع الفاسد(١٢٦/٦) ط المكتبة الرشيدية

(قوله والمراعي وإجارتها) أي لا يجوز بيع الكلأ، وإجارته أما البيع فلأنه ورد على ما لا يملكه لاشتراك الناس فيه بالحديث «الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار».....أما إذا أحرز...الكلأ بقطعه جاز حينئذ بيعه لأنه ملكه بذلك، والظاهر أن هذا إذا نبت بنفسه فأما إذا كان سقى الأرض، وأعدها للإنبات فنبت ففي الذخيرة، والمحيط والنوازل يجوز بيعه لأنه ملكه، وهو مختار الصدر الشهيد. وكذا ذكر في اختلاف أبي حنيفة فيحمل كلام المصنف على ما إذا لم يعدها للإنبات، ومنه لو حدق حول أرضه، وهيأها للإنبات حتى نبت القصب صار ملكا له والقدوري منع بيعه، وإن ساق الماء إلى أرضه، وحفه مؤنة لبقاء الشركة، وإنما تنقطع بالحيازة، وسوق المال إلى أرضه ليس بحيازة لكن الأكثر على الأول.... ويدخل في الكلأ جميع أنواع ما ترعاه المواشي رطبا كان أو يابسا بخلاف الأشجار لأن الكلأ ما لا ساق له، والشجر له ساق فلا تدخل فيه حتى يجوز بيعها إذا نبتت في أرضه لكونها ملكه، والكمأة كالكلأ...إلخ

كذا في « فتح القدير كتاب البيوع، باب البيع الفاسد (٦/ ٤١٧) » و « بدائع الصنائع، كتاب الشرب(٢٩٢/٨) ط المكتبة الرشيدية » و « الدر المختار مع رد المحتار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد (٥/ ٦٦) » و « مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد (٢/ ٥٧) » و « تبيين الحقائق، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد(٣٧١/٤) ط دار الكتب العلمية » و « فقه البيوع، الباب الثالث، بيع ما هو مباح الأصل (٣٢٢/١)ط مكتبة معارف القرآن »

الأشباه والنظائر لابن نجيم، الفن الثاني، كتاب الإجارات (ص: ٢٢٩) المكتبة الرشيدية

استأجره ليصيد له أو ليحتطب جاز إن وقت.

وفي شرح الحموي (٢/٣٥٨) تحته:

قوله:...جاز إن وقت بأن قال هذا اليوم أو هذا الشهر ويجب المسمى لأن هذا أجير وحد وشرط صحته بيان الوقت وقد وجد وإن لم يوقت ولكن عين الصيد والحطب فالإجارة فاسدة لجهالة الوقت فيجب أجر المثل وما حصل يكون للمستأجر كذا في الولوالجية.....والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

محمد رئيس

محمد رئيس غفرلہ ولوالدیہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

١ / ربیع الاول / ١٤٤٥ھ

١٨ / ستمبر / ٢٠٢٣ء

الجواب صحیح

شبیر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

٤٥-٣-١٣

مفتی

الجواب صحیح

حسین احمد عفی عنہ

١٤٤٥/٣/٢ھ

الجواب صحیح

لبید عبد المنان عفی عنہ

١٤٤٥/٣/١

نائب مفتی

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی

١٤٤٥/٣/٣ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

١٤٤٥/٣/٢ھ

الجواب صحیح

عبد الحسیب

١٤٤٥/٣/٢ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ٦٦/٢٥٢١

١٤٤٥/٣/٤

٣٢٩٢

الجواب صحیح

بنت الرشید

٤٥-٣-٤

مفتی